© rasailojaraid.com

رسائل و مسائل

معاشی مسائل سے متعلق چند عملی سوالات و جوابات

(عدالتی بیانات کو چھوڑ کر "ترجمان" ایک عرصے سے مولانا مودودی کے قلمی افادات سے محروم ہے۔ ناظرین اس کمی کو شدت سے محسوس کرتے ہوں گے۔ نومبر ۵۲ء میں مولانا محترم نے کراچی میں تجار کے ایک اجتماع کو خطاب کیا تھا۔ اصل تقریر تو غالباً نوٹ نہیں کی جا سکی لیکن تقریر کے آخر میں جو سوالات کیے گئے اور اُن کے جو جوابات دیے گئے تھے وہ سامعین میں سے ایک صاحب نے نوٹ کر لیے تھے۔ حال ہی میں خوش قسمتی سے دفتر کے کاغذات میں سے یہ سوالات و جوابات مل گئے ہیں۔ مولانا سے ان کی تصحیح و تنقیح کرانا اس وقت ممکن نہیں تھا، اس لیے افادیت کے پیش نظر انہیں اسی حالت میں شائع کیا جا رہا ہے۔ بیشتر سوالات اقتصادی موضوع سے ہی متعلق ہیں۔ ایک آدھ سوال عمومی نوعیت کا بھی ہے۔)

س۔ موجودہ زمانہ میں، جبکہ تجارت کا مدار بلکہ پوری معاشی زندگی سود کے محور پر چل رہی ہے اور اس کا کوئی پہلو ایسا نہیں ہے جس میں سود رچ بس نہ گیا ہو، کیا سود کا استیصال عملاً ممکن ہے؟ کیا سود کو ختم کر کے غیر سودی بنیادوں پر معاشی تعمیر ہو سکتی ہے؟

ج۔ اگر کوئی مسلمان یہ سمجھتا ہے کہ سود ایک ناگزیر شے ہے اور موجودہ زمانے میں اس کے بغیر کوئی کام ہی نہیں چل سکتا، تو میرے نزدیک اس کا یہ خیال **بالکل باطل** ہے۔ یہ خیال نہ صرف اصولاً غلط ہے بلکہ خداوند کے بارے میں سوئے ظن ہے جس کے بارے میں ہمارا ایمان ہے کہ اس نے کسی ایسی چیز سے ہمیں نہیں روکا ہے جو انسانی زندگی کے لیے ناگزیر ہو اور جس کے بغیر دنیوی کاروبار چل ہی نہ سکتا ہو۔ لیکن میں صرف اس نظری جواب ہی پر اکتفا نہیں کروں گا بلکہ یہ عرض کروں گا کہ خود موجودہ دور میں معاشیات و مالیات کے ماہرین بھی اس طرف جا رہے ہیں کہ سود کی شرح کو کم سے کم حتیٰ کہ صفر کی حد تک پہنچا کر اسے ختم کر دیا جائے۔ چنانچہ آپ دیکھ رہے ہیں کہ اکثر ممالک میں شرحِ سود تیز رفتاری سے گر رہی ہے اور دنیا اس

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

مقام کے قریب تر پہنچنے کی کوشش کر رہی ہے جہاں سود سے نجات حاصل کی جا سکتی ہے۔ مجھے یہاں اس بارے میں تفصیلی بحث کرنے کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ میں اپنی کتاب "سود" میں اس موضوع پر مفصل تحریر کر چکا ہوں۔

البتہ میں یہاں مختصراً یہ بتا دینا چاہتا ہوں کہ ایک اسلامی حکومت اس مسئلے کو عملاً کیسے حل کر سکتی ہے۔ میرے نزدیک اس کا طریقہ یہ ہے کہ سب سے پہلے ملک کے اندر سود کو بند کر دیا جائے۔ اس کے بعد دوسرے قدم کے طور پر بیرونی تجارت میں سود ختم کرنے کے لیے جدوجہد کی جائے۔ ملک کے اندر حکومت سودی لین دین کو قانوناً ناجائز قرار دے اور خود بھی سود کا لینا اور دینا ترک کر دے۔ کوئی عدالت سود کی ڈگری نہ دے۔ کوئی شخص اگر سودی کاروبار کرے تو اسے فوجداری جرم کا مجرم گردانا جائے جب تک آغاز ہی میں ایسے فیصلہ کن اقدامات نہیں کیے جائیں گے، اس امر کا سرے سے کوئی امکان ہی نہیں پیدا ہو سکے گا کہ کوئی ایسا مالیاتی نظام قائم ہو جو سود سے خالی ہو۔ اس حقیقت کو مثال سے یوں سمجھا جا سکتا ہے کہ ایک حکومت اگر ایک طرف ریل کے سفر کے لیے ٹکٹ کو ضروری قرار دے دے اور دوسری طرف بغیر ٹکٹ کے سفر کے لیے بھی گنجائش باقی رہنے دے تو ٹکٹ لینے والے مسافر تھوڑے ہی نکلیں گے۔ لیکن اگر بلا ٹکٹ کا سفر فوجداری جرم ہو تو کوئی آدمی جو ٹکٹ نہیں لیتا ریل میں جانے کی جرأت نہیں کر سکے گا۔ اسی طرح جب تک ہمارے ملک میں سود قانوناً حلال ہے، جب تک سودی لین دین کی اجازت ہے، جب تک ہماری حکومت خود سود لیتی اور دیتی ہے۔ جب تک ہماری عدالتیں سود کی ڈگریاں نافذ کرتی ہیں، اس وقت تک اس بات کا کوئی قطعی امکان نہیں ہے کہ حکومت یا کوئی دوسرا ادارہ کوئی ایسا بینکنگ سسٹم چلانے میں کامیاب ہو جو سودی تجارت کے بجائے حصہ داری کے اصولوں پر قائم کیا گیا ہو۔ البتہ اگر سودی بنک کاری کو پہلے قانوناً حرام کر دیا جائے تو ہمیں پوری توقع ہے کہ حصہ داری کے اصول پر ایسا سسٹم نشو و نما پا سکتا ہے۔ حصہ داری سے ہماری مراد یہ ہے کہ نفع و نقصان میں تمام حصہ دار برابر کے شریک ہوں۔ داخلی طور پر سود کی بندش کے بعد خارجی لین دین میں بھی اس سے چھٹکارا حاصل کیا جا سکتا ہے۔ اس کے لیے ان شاء اللہ کسی لڑائی جھگڑے کی نوبت نہیں

© rasailojaraid.com